

شیخ عبدالوہاب متقی

محمد صغیر حسن معصومی

دلی کے مشہور محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲م) (۱) کے شیخ طریقت اور جلیل القدر استاد کا نام نامی حضرت شیخ عبدالوہاب متقی تھا ، یہ شیخ ولی اللہ کے بیٹے اور مالوہ کے پرانے راجدھانی مندو (۲) کے ایک نہایت شریف خانوادے کے چشم و چراغ تھے ، زمانے کی بوقلمونی سے شیخ ولی اللہ اپنے فرزند اور اہل و عیال کو ساتھ لے کر مندو (مندو) سے نقل مکانی کر کے برہان پور میں جا آباد ہوئے ۔

شیخ عبدالوہاب کی طفولیت ہی کا زمانہ تھا کہ والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا ، جب سن شعور کو پہنچے تو سفر کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے ، اور رضائے الہی سے گجرات ، دکن اور سیلون میں سیاحت کرتے رہے ، اکثر و بیشتر تین شبانہ یوم سے زیادہ کہیں قیام نہیں کرتے تھے اور اگر کسی جگہ زیادہ دنوں تک ٹھہرتے بھی تو کسی ذی علم بزرگ کی صحبت میں علم کے حصول میں کوشاں رہتے ۔

مکہ معظمہ کی طرف ہجرت :

عنفوان شباب ہی میں جب کہ ابھی تقریباً پینس سال کے تھے کہ شیخ عبدالوہاب کو شوق سفر مکہ معظمہ لے گیا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جب

کہ عرب کے مشہور محدث و مؤرخ شیخ علی المتقی کی علمی شہرت عروج پر تھی۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کے استاد کے خلف شیخ عبدالوہاب تشریف لائے ہوئے ہیں تو ان سے ملاقات کی۔ شیخ نے دیکھا کہ شیخ عبدالوہاب نہایت خوشنویس ہیں، بڑے احترام و محبت سے پیش آئے اور خواہش ظاہر کی کہ ان کی کتابوں کی نقلیں تیار کریں۔ شیخ عبدالوہاب بچپن میں اپنے والد سے ان کا ذکر سن چکے تھے، بلکہ ان کے والد نے ہدایت کی تھی کہ وہ شیخ علی اور ان کے جیسے اہل علم کی صحبت میں رہ کر علم کی تحصیل کریں۔ چنانچہ شیخ عبدالوہاب نے شیخ علی کی پیش کش فوراً قبول کر لی اور ان کی تالیفات کی کتابت کے لئے تیار ہو گئے۔

شیخ عبدالوہاب کو خط نستعلیق میں مہارت تھی، اور قرآن و حدیث کی کتابت اہل زہد و تصوف خط نسخ میں بالعموم کیا کرتے تھے۔ شیخ علی کو خواہش ہوئی کہ شیخ عبدالوہاب خط نسخ میں بھی مہارت حاصل کریں، اور انکی کتابیں نسخ ہی میں نقل کریں (۳)

شیخ عبدالوہاب نے بہت جلد خط نسخ کی مشق میں کمال حاصل کر لیا، اور شیخ علی کی مؤلفات نقل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ شیخ علی کی کتابوں کو نہ صرف جمع کیا اور نقل کیا بلکہ نقل شدہ نسخوں کا مقابلہ اصل کے ساتھ محنت کے ساتھ کرتے اور تصحیح کا کام بھی انجام دینے لگے۔ خوشنویسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کو زود نویس بھی بنایا تھا، چنانچہ ہزار ہزار سطروں کو ایک دن میں لکھ ڈالتے، اور بارہ ہزار سطروں کی نقل بارہ دنوں میں مکمل کر دیتے۔ انہوں نے شیخ علی متقی کے اکثر علمی کارناموں کو نہ صرف نقل کیا، بلکہ ان کی ترتیب اور تصحیح کا کام بھی انجام

دیا (۳) -

انہی ایام میں قضاکار، مکہ معظمہ میں سخت قحط پڑا، شیخ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر بھی اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی کتابوں کی کتابت قبول نہیں کی، اور بینگن کے چند قاشوں پر اپنی گذر اوقات کرنے لگے، بینگن کے ٹکڑوں کو نمک لگا کر محفوظ کر لیتے اور محض چند قاش کھا کر پورا دن گزار دیتے۔

شیخ علی کے ساتھ انکی عقیدت :

شیخ عبدالوہاب اپنے استاد شیخ علی کی متابعت میں سرگرم رہے اور ان کی رضا جوئی میں ہمیشہ سعی کرتے رہے، درحقیقت اس جدوجہد میں انہوں نے اپنے کو فنا کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باطن و ظاہر کے تزکیہ میں کمال حاصل کیا۔ اور تزکیہ نفس میں اس قدر ترقی حاصل کی کہ ان کو اپنے شیخ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ ایک موقع پر شیخ نے کھلے الفاظ میں فرمایا : ” ایک موقع پر جب میں نے اللہ کی راہ میں ایک ساتھی پایا تو یقین ہو گیا کہ یہ عبدالوہاب ہیں (۵)۔

شیخ کی نصیحت :

شیخ عبدالوہاب بیان فرماتے ہیں : ” شیخ کی خواہش ہوئی کہ میں غنا پر فقر کی فضیلت کا اقرار کروں، انہوں نے یہ بھی نصیحت کی کہ اس عقیدے پر سختی کے ساتھ قائم رہوں، کیونکہ خود ان کو اس اعتقاد پر لذت محسوس ہوتی رہی تھی۔

شیخ کا بیان ہے کہ اس اقرار کے بعد مجھے ان کا تلمذ حاصل ہو گیا اور شیخ علی متقی نے ارادت کے لئے اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں ڈالا اور اپنی صحبت میں ماہ جمادی الاولیٰ ۹۶۳ھ مطابق مارچ

۱۵۵۶ء میں میری حاضری کو قبول کیا۔ اس وقت سے برابر ان کی صحبت میں رہا یہاں تک کہ شیخ نے دوسری تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ ہجری مطابق ۴ نومبر ۱۵۶۷ء میں رحلت فرمائی۔

شیخ عبدالوہاب شیخ علی کی خدمت میں بارہ سال وابستہ رہے، اور ۶۳ سال کی عمر میں ۱۰۰۱ ہجری ۱۵۹۲ء میں اس دارفانی سے عالم بقا کو کوچ کیا۔ مکہ معظمہ میں ۴۳ (چوالیس) سال ان کا قیام رہا، اور اسی تعداد کے مطابق حج کی سعادت سے مشرف ہوئے (۶)۔

شیخ کے اخلاق و فضائل :

شیخ عبدالوہاب اپنے شاگردوں اور مریدوں پر بڑے مہربان تھے، اور حاجت مندوں اور غریبوں کی امداد و اعانت کے لئے مشہور تھے۔ اپنے استاد و شیخ کے نہایت لائق اور سچے جانشین تھے۔ حرمین شریفین، یمن، مصر اور شام کے علماء و فضلاء ان کی عزت اور بے حد احترام کرتے تھے، اور انہیں شیخ ابوالحسن شاذلی کے مرید شیخ ابوالعباس مرسی کا نہایت قریبی مرید سمجھتے تھے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقمطراز ہیں : یمن کے ایک بڑے مشہور عالم نے حرمین شریفین کے لوگوں کو ان کے متعلق لکھا :

”علیکم یا اهل الحرمين بالشمعة المضيئة من الله فيکم فاستضيئوا به “

”اے اہل مکہ و مدینہ اپنے درمیان اس روشن شمع کی صحبت لازم پکڑو اور ان کی روشنی سے استفادہ کرو۔“

یمن کے ایک مشہور و معروف عالم سید حاتم کو مکہ میں شیخ سے ملنے کی آرزو ہوئی، جب انہوں نے باریابی کی اجازت چاہی تو شیخ نے ان کو پیغام بھیجا :۔۔ دلوں کا ملنا کافی ہے، جسمانی ملاقات مطلوب نہیں۔ اس پیغام سے سید مطمئن ہو گئے اور کوچ کر گئے (۷)۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ہیں کہ جب وہ خود ہندوستان واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے تو یمن کے لوگوں سے انہوں نے سنا کہ سید حاتم نے دوبارہ ارادہ کیا کہ حج کے زمانے میں شیخ کو دیکھیں۔

شیخ عبدالحق رقمطراز ہیں کہ جب وہ حزب البحر نقل کر رہے تھے تو ایک بڑے مشہور بزرگ شیخ علاؤالدین نامی ان کی ملاقات کو تشریف لائے۔ ان فاضل بزرگ نے ان سے پوچھا: ”آپ کیا لکھ رہے ہیں؟“ جواب دیا: ”یہ حزب البحر ہے، میں اس کو نقل کر رہا ہوں کہ اپنی واپسی سفر میں کشتی میں پڑھوں گا۔“ شیخ علاؤالدین نے پھر پوچھا: ”کیا کسی سے اس کے پڑھنے کی اجازت لی ہے؟“ شیخ نے جواب میں فرمایا: ”ہاں۔ میں شیخ عبدالوہاب متقی سے اس کے پڑھنے کی اجازت حاصل کرونگا۔“ پھر سوال کیا: ”کیا آپ شیخ عبدالوہاب کو جانتے ہیں؟“ شیخ علاؤالدین کو جواب دیا: ”جی ہاں۔ میں ان کی خدمت میں دو سال رہا ہوں“ شیخ نے فرمایا: ”آپ کو خوشخبری ہو: آپ کا حج مقبول اور آپ کی محنت کا صلہ محفوظ۔“ شیخ عبدالحق نے کہا: ”آپ یہ کیسے کہتے ہیں؟“ شیخ علاؤالدین نے جواب دیا: ”میں یمن کے شہروں میں سفر کرتا رہا، اور علماء، فضلاء اور وہاں کے غریبوں سے ملتا رہا، سب بالاتفاق شیخ کی تعریف میں رطب اللسان رہے ہیں، اور ان کو ”اپنے وقت کا قطب مکہ“ سمجھتے ہیں (۸)۔

شیخ کا طریقہ تصوف:

شیخ صوفیانہ حقائق پر مشتمل کتابوں کو پڑھانا پسند نہ فرماتے تھے اور شیخ ابن العربی کی کتاب فصوص الحکم جیسی کتابوں میں مشغول ہونے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ان کتابوں پر فقہاء

اور متکلمین کی عادت دیرینہ کے مطابق نقد و تبصرہ فرماتے تھے۔ ان کی ہدایت ہمیشہ یہ رہی کہ اہل السنۃ والجماعت کے عقیدے کے مطابق اپنا عقیدہ ظاہر و باطن طور پر درست رکھنا چاہیئے اپنے ایمان و عقیدے کی پختگی حاصل کرنے کے بعد اہل باطن کی تحریرات سے واقفیت حاصل کرنا چاہیئے، اور اہل باطن کے رموز و امثال و مباحث کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ مشکوک و مشکل مقامات سے گذرتے ہوئے اپنے مطالعے کے دوران ہرگز شکوک و شبہات کو جو پیش آئیں اہمیت نہ دیں، وقتاً فوقتاً یہ شبہات خود بخود رفع ہو جاتے ہیں، ان کتابوں کے ذریعہ اپنے کو صراط مستقیم پر قائم رکھیں، یہاں تک کہ مہمل اور باطل مباحث سن کر کبھی تعصب و ناپسندیدگی کا تاثر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اگر کوئی شخص غور و خوض کے بعد کسی بات کا رد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، ورنہ سنی سنائی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر مطالعہ جاری رکھے۔

شیخ عبدالوہاب عدن کے بزرگ صوفی شیخ عبدالکریم الجبلی کی کتاب ”الانسان الکامل“ کے بڑے مداح اور اس سے بہت متاثر تھے۔

اہل السنۃ والجماعت کے طریقے پر شیخ ریاضت باطنی میں مشغول رہنے کو بڑی اہمیت دیتے تھے اور اہل باطن کے لئے شرط سمجھتے تھے۔ وہ نظریۂ وحدۃ الوجود کی معرفت کو صوفیا کے طریقے پر گامزن ہونے کیلئے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور فصوص میں ابن عربی کے بیان کردہ نکتے کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔

اگرچہ شیخ محفل سماع میں حاضری پر مشائخ پر جرح و قدح نہیں کرتے تھے کہ یہ محفل اللہ تعالیٰ کے حمد اور پیغمبر اسلام کی

نعت کے اشعار سننے کو ترتیب دی جاتی ہے ، لیکن اپنے عقیدت مندوں کے لئے اس عمل کو پسند نہ فرماتے تھے ۔ راہ چلتے گانے کی آواز سن کر دھیان نہ دیتے اور اس عمل کو ہرگز پسند نہ کرتے تھے ۔ ایک بار شیخ عبدالحق نے سماع کی محفلوں کے بارے میں جو ان دنوں ہندوستان میں بڑے اہتمام کے ساتھ منعقد کی جاتی تھیں شیخ کا فیصلہ جانتا چاہا ، شیخ نے واضح طور پر کہا کہ اس عمل کی اجازت نہیں اور اس سے احتراز ضروری ہے (۹) ۔

ان کا خاندان

شیخ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ ناکتخدانی میں گزارا ۔ جن دنوں وہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے وہ غیر شادی شدہ تھے ۔ جب چالیس پچاس کے درمیان ان کی عمر تھی تو انہوں نے شادی کی ۔ شادی سے پہلے انہوں نے جو کچھ کتابوں کی نقل سے لوگوں سے حاصل کیا تھا سب کو غریبوں اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا ۔ صرف اپنے لیے کتابوں کے لیے اور کپڑے اور خوراک کے لئے کچھ رقم اپنے پاس رکھی ۔ شادی کے بعد اگرچہ اپنے خاندان کے لوگوں اور قرابتداروں کو ترجیح دیتے تھے مگر ناداروں اور محتاجوں سے غافل نہ رہتے تھے ۔ ہندوستان سے آئے ہوئے ناداروں کی وہ ہمیشہ مدد کرتے تھے اور ان کی خوراک ، کپڑے اور کچھ رقم کا بندوبست کرتے ۔ جو لوگ خاص طور پر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا ارادہ رکھتے تھے ، انکی خاص طور پر اعانت کرتے تھے (۱۰) ۔

شیخ کی تعلیمات

یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے معاصرین علماء و فضلاء پر شیخ کو سارے

علوم شرعیہ میں سبقت حاصل تھی۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ عربی لغت کی مشہور کتاب قاموس کے سارے مضامین کے گویا وہ حافظ تھے۔ فقہ و حدیث میں بھی کوئی ان کا مقابل نہ تھا، ادب عربی اور دوسرے متعلقہ علوم میں بڑی نظر رکھتے تھے۔ حرم شریف میں یہ علوم وہ ہمیشہ پڑھاتے رہے۔

شیخ عبدالحق بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں ان کی بینائی کمزور ہو گئی اس پر بھی تدریسی اوقات کے بعد مفید کتابوں کے مقابلے کے بعد تصحیح کرنے اور مفید کتابوں اور نادر کتابوں کی نقل میں مشغول رہتے تھے، اور ان کے نسخے طلباء کو فراہم کرتے تھے۔

شیخ علم کو غذا سمجھتے تھے جس کی ضرورت ہر وقت اور ہر موقع پر ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو مطالعے کی ترغیب دیتے اور لوگوں میں علم فراہم کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ ان کی رائے میں لگاتار مطالعہ کرنے سے علم کو ہر طرح کے نقص و مرض سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ وہ خاص طور پر رمضان کے مبارک مہینے کے آخری عشرہ میں، ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اور دوسرے خاص فضیلت کے ایام میں مطالعہ میں مصروف رہنے کو ترجیح دیتے تھے۔

شیخ سے جب یہ بیان کیا گیا کہ اکثر روحانی پیشوا اپنے مریدوں کو ترغیب دیتے ہیں کہ ہمیشہ ذکر یعنی اللہ کی یاد میں اپنے کو مشغول رکھیں، تو آپ نے وضاحت کی کہ جو لوگ کسی نیک کام میں مشغول رہتے ہیں تو وہ حقیقت میں برابر ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں۔ نماز کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، مذہبی علوم کی تعلیم اور نیکو کاری سب ذکر کی صورتیں ہیں۔ سلف صالحین

• ہمیشہ علم کی اشاعت میں کوشاں رہتے تھے۔ لوگوں کے اخلاق و اطوار اور طریق و روش کی اصلاح کی طرف خاص توجہ دیتے تھے تاکہ اخلاق حسنہ کے خوگر بنیں اور اعلیٰ کیرکٹر کے حامل ہوں۔

ایک خاص مرید نے دریافت کیا : ادائے صلوٰۃ اور ذکر کرنے میں کس کو ترجیح ہے؟ شیخ نے جواب دیا : نماز ادا کرنا بڑا کارنامہ ہے، لیکن ذکر کی مواظبت سے ایک قسم کی مواصلت حاصل ہوتی ہے جس سے ذاکر اپنے کو وحدت کی راہ میں فنا کے مرتبے کو پہنچاتا ہے اس تجربے کو شیخ نے نہایت خوشگوار لذت سے لطف اندوز ہونے سے تعبیر کیا کہ جب کوئی شخص اس لذت سے ایک بار بھی آشنا ہوتا ہے تو بار بار ہمیشہ اسی لذت کے حصول کی خواہش کرتا ہے (۱۱)۔

ایک بار تصفیہ قلب کیلئے دعوت کے طریقے (یعنی دعا کرنے اور خاص دعاؤں کے پڑھنے) کے متعلق استفسار کرنے پر کہ کچھ بزرگوں کا طریقہ خاص دعاء پڑھنے سے وصول الی اللہ مقصود ہوتا ہے، آیا یہ حاصل ہوتا بھی ہے یا نہیں، شیخ نے جواب دیا کہ خاص دعائیں ضرور نفع بخش ہوتی ہیں، البتہ ایسے طریقوں کے دعویدار اخلاق حسنہ اور آداب و حسن سلوک سے عاری ہوتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سخت گیری اور کڑے طور پر محاسبہ کرنے سے اپنی ذات کی اصلاح کرتے ہیں اور سرعت کے ساتھ ترقی منازل سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ شیخ ایسے دعویداروں کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے تھے اور اچھے عادات حاصل کرنے اور صبر سے کام لینے کی تلقین کرتے تھے۔ شیخ نے مزید صراحت کی کہ ان کے شیخ ان طریقوں سے آشنا نہ تھے، اور ہمیشہ شریعت و طریقت کے متداول علوم کی تعلیم دیتے تھے۔

ایک مرتبہ جب شیخ نے شیخ عبدالحق کو شریعت اور طریقت کے علوم کی اجازت مرحمت فرمانا چاہی تو شیخ عبدالحق نے پہلے شیخ موصوف سے دعاء سیفی کی اجازت حاصل کی کیونکہ شیخ اس دعا کے نہایت معتبر اعلیٰ سند کے حامل تھے (۱۲) - درحقیقت شیخ موصوف نے شیخ عبدالحق کو ان علوم کی عام اجازت سے نوازا تھا اور ان کو ہر طرح سے اپنا خلیفہ بنانے کا تہیہ کر لیا تھا -

شیخ نے اس بات کی صراحت بھی کی کہ ذکر کے مختلف طریقے اور مختلف وضع جن کو بزرگوں نے اپنایا اور جن کا ذکر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں ناپید ہے مفید ہو سکتے ہیں کہ ذکر کرنے میں ان سے بیحد تاثر پیدا ہوتا ہے -

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر خفی کے متعلق سوال کیا گیا کہ اللہ جلشانہ کا نام آہستہ آواز میں لینے اور اعادہ کرنے میں کیا فائدہ متصور ہے - شیخ نے پہلے ذکر خفی کا مفہوم واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کا نام اس طرح لینا چاہیئے کہ ساتھ کرے لوگ نہ سن سکیں ، لوگوں نے اس طریقہ ذکر کو جاننا چاہا کہ جس یاد الہی میں زبان کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکے اور بعض صوفیاء کے خیال کے مطابق ، ذکر خفی ایسا ہو کہ خود دل کو اس کا شعور نہ ہو سکے ، شیخ نے بیان فرمایا کہ یہ ایک مختلف افسانہ ہے ، البتہ انہوں نے یہ واضح کیا کہ ذکر خفی کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں سے الگ تنہائی میں ذکر الہی کریں اور اس کا آخری درجہ یہ ہے کہ خود نفس کو یہ ذکر سنائی نہ دے (۱۳) -

شیخ عبدالحق بیان فرماتے ہیں کہ شیخ نے ایک بار ذکر کیا کہ بچپن میں اپنے والد کی معیت میں جب کسی فتنے کے خوف سے اپنے

ملک مندو کو ترک کرنے کا عزم کیا اور راہ فرار اختیار کی تو اتفاق سے راستہ بھول گئے ، جنگل میں دونوں رواں دواں تھے - کھانے پینے کو کوئی چیز دستیاب نہ تھی ، چونکہ شیخ ابھی بچے تھے ، بھوک سے بلبلا اٹھے اور رونے لگے - ان کے والد نے ہزار دلاسا دیا ، کوئی اثر نہ ہوا ، یہ کہتے جاتے تھے کہ ” کھانے کی چیز ابھی مل جائے گی ، نہ روؤ ، “ دن آخر ہونے کو آیا تو دونوں کسی درخت پر چڑھ گئے کہ رات اسی پر گذاریں کیونکہ اس جنگل میں وحشی درندہ جانوروں کی کثرت تھی - صبح سویرے انہوں نے درخت کے قریب ہی میٹھے پانی کا ایک چشمہ بہتا دیکھا - ساتھ ہی ایک نہایت بوڑھے بزرگ نظر آئے جنہوں نے ان کو روٹیاں دیں اور ایک گاؤں کی طرف راہنمائی کر دی - شیخ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ کھا پی چکے تو گاؤں کی طرف روانہ ہوئے - بعد میں جب ہم لوگوں کو اطمینان نصیب ہوا تو شوق ہوا کہ ان بزرگ سے چل کر ملاقات کریں ، جنگل کی اسی جگہ پر جا پہنچے ، درخت تو کھڑا تھا ، لیکن وہاں کسی چشمے کا نام و نشان تک نہ تھا ، اور نہ ان بزرگ کا کہیں پتہ تھا - تب ہمیں یقین آیا کہ یہ بوڑھے بزرگ درحقیقت خواجہ خضر علیہ السلام تھے جو اس جنگل میں ہماری مدد کو نمودار ہوئے تھے (۱۳) -

ایک مرتبہ ” استدراج “ کے موضوع پر بحث چھڑی ہوئی تھی ، موضوع بحث یہ تھا کہ آیا کسی غیر مسلم سے کوئی عجبوۂ روزگار کرامت صادر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں - شیخ نے تصریح کی کہ باطنی تجربات اور ریاضت کر کے ایک فاسق نیز ایک ایجاد کرنے کی مہارت کا حامل کچھ ایسی طاقت حاصل کر لیتا ہے جس سے ان لوگوں کو جو اپنے مذہبی ایمان و اعتقاد میں ابھی مضبوط و پختہ

نہیں ہوئے ہیں اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ نے خود اپنا ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان فرمایا کہ جب وہ شہر مالابار میں تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا، شہر کے قاضی نے جن کا نام عبدالعزیز تھا اور شافعی مسلک کے تھے۔ ان کی جڑی آؤ بھگت کی اور احترام و ضیافت سے اپنا گرویدہ بنایا، شیخ نے ان سے دریافت کیا کہ شہر میں کوئی ایسے اہل باطن صوفی بھی ہیں جن کی زیارت کی جائے۔ قاضی نے ان سے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جس کی شہرت لوگوں میں تھی، اور سب اس کے بیحد عقیدتمند تھے، لیکن چونکہ یہ شخص بعض ممنوع کردار کا عادی تھا اس لئے خود قاضی صاحب اس کی صحبت سے اجتناب کرتے تھے۔ ہم لوگ اس کی زیارت کو گئے، یہ شخص ایک اونچی جگہ پر تھا جس کے گرد بہت سے مرد اور عورتیں تھیں، جب ہم لوگ اس سے ملے تو ہمارا پرتپاک استقبال کیا اور نیک احساسات و خواہشات کا اظہار کیا، پھر ممنوع شراب پیش کی، خود پی اور ہمیں بھی پینے کو کہا، اس نے جتنا زیادہ اصرار کیا ہم لوگوں نے اتنا ہی اس ممنوع شراب سے نفرت کا اظہار کیا۔ یہ دیکھ کر اس نے ہمیں ضرر پہنچانے کی دھمکی دی، ہم لوگوں نے نہایت نفرت، افسوس اور برہمی کے ساتھ اس جگہ کو چھوڑا، اور اپنے دوستوں کے پاس مراجعت کی، جنہوں نے بڑی خاطر تواضع کی، طعام و مشروبات پیش کئے مگر ہمیں بھوک نہ تھی اس لیے معذرت چاہی۔

انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ آنکھوں کے آگے ایک نہایت خوبصورت باغ تھا جس میں میوے دار درخت لگے ہوئے تھے اور نہریں جاری تھیں، لیکن اس کا راستہ نہایت پر خطر نظر آیا، ہر

طرف خاردار جھاڑیاں تھیں اور طرح طرح کی مشکلات تھیں اسلئے کوئی شخص باغ میں داخل نہ ہوسکتا تھا پھر کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شخص نمودار ہوا اس کے ہاتھ میں وہی ممنوع شراب کا پیالہ تھا ، کہنے لگا کہ اس کو پی لیں تو میں اس باغ میں آپ کو لے جاؤنگا ۔ میں نے سختی سے انکار کیا ، اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں اس سے الگ ہونے کیلئے جدوجہد کرنے لگا ، اس زور آزمائی میں میری نیند ٹوٹ گئی ، اور میں نے لاحول ولاقوة الا باللہ پڑھا ، کروٹ بدلی اور سو گیا ۔ پھر وہی خواب دیکھا اور پھر جاگ اٹھا ، اب میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اعانت کا خواہستگار ہوا ۔ پھر جو میں نے یہی خواب دیکھا تو اس بار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ، اور ان کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی ، وہ فریبی شخص پھر نظر آیا ، اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی لگی ، اور آدمی سے کتا بن گیا اور بھاگا ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اب جا چکا ہے ، اس شہر میں مزید نہیں ٹھہرے گا ۔ ۔ جب میں جاگا تو وضو کر کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے شکرانے کے طور پر دوگانہ ادا کیا ۔ پھر میں اس جگہ کی طرف گیا جہاں اس کا مکان تھا ، مگر وہ مقام غیر آباد نظر آیا ، لوگوں نے بیان کیا کہ وہ شخص چند گھنٹے پہلے آیا ، ہر چیز کو ڈھاتا رہا اور یہ جگہ چھوڑ کر چلا گیا (۱۵) ۔

دشت نوردی

جیسا کہ اشارہ گذر چکا پندرہ سولہ سال کی عمر میں شیخ عبدالوہاب جنگلوں میں گھومتے پھرتے رہے ، زاہدوں ، جوگیوں سے ملتے رہے ، غیر مسلم سنیاہیوں کی صحبت میں ریاضت و عبادت کرتے رہے

اور روحانی تجربے کیلئے مشقت و مجاہدے کرتے رہے ، ان کے اخلاق و ایمانی قوت سے متاثر ہو کر بہت سے عابد مرتاض اشخاص نے اسلام قبول کر لیا ، جس وقت شیخ مکہ مکرمہ پہنچے اسوقت ان کی عمر ۱۹ - ۲۰ سال کی تھی ، اور وہاں شیخ علی متقی صاحب کنز العمال ، کی خدمت سے وابستہ رہے (۱۶)۔

ایک بار شیخ عبدالحق نے شیخ کی خدمت میں یہ عرض کیا :
 »اپنے شیخ کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ہی آپ اپنی ریاضتوں ، عبادتوں ، اور مجاہدوں سے بہت کچھ روحانی تجربات حاصل کر کے کمال کو پہنچ چکے تھے ، پھر آپ نے اپنے شیخ کی صحبت سے کیا حاصل کیا ؟ « شیخ نے جواب دیا » جو کچھ میں نے حاصل کیا وہ شیخ کی دعاؤں ، توجہ اور ارشادات کی بدولت حاصل کیا « ۔ پھر آپ نے فرمایا :»درحقیقت شریعت اور ایمان کی استقامت شیخ کی خدمت میں میسر ہوئی ۔ میں صحرا نوردی کرتا رہا مگر ایمانی قوت اس وقت حاصل ہوئی جب میں شیخ کی خدمت میں پہنچا ، سب سے اعلیٰ مقام ، جیسا کہ شیخ نے ارشاد فرمایا ، شریعت کی متابعت اور اس کی مضبوط استقامت ہے « ۔

اتباع سنت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے ذکر کے دوران ، شیخ نے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی محبت اور ان کے لئے ایثار کے جذبے سے بحد سرشار تھے ، ایک خواب کا ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد مبارک کے اوپر پایا فرمایا :»گنبد میں ایک شکاف تھا ، ناگہاں میں اس شکاف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضریح مبارک پر گر پڑا ، وہاں میں

اس طرح ادھر ادھر حرکت کرنے لگا گویا میں کسی چیز کو تلاش کر رہا تھا۔ پھر میں نے اپنے میں اتنی طاقت محسوس کی کہ میں وہاں سے مشرق و مغرب اور سارے عالم کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

شیخ نے بیان کیا کہ میں نے اس خواب کا تذکرہ اپنے شیخ سے جو اس وقت بقید حیات تھے کیا، شیخ نے یہ تعبیر بیان فرمائی کہ: «انشاء اللہ: اس خواب کا دیکھنے والا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں کمال کو پہنچے گا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اتنا غرق ہو گا کہ انکی عقیدت میں اپنے کو فنا کر دیگا اور بقاء دوام حاصل کریگا (۱۷)۔

مقام جعرانہ مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ کی مسافت پر (یعنی ایک دن کے سفر کی دوری پر) ہے، جہاں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور غزوہ حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا تھا، نیز اس مقام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا فرمایا تھا۔ اپنے شیخ کی ہدایت کے مطابق شیخ عبدالوہاب اس مقام پر تشریف لے جاتے، سوتے اور چند گھنٹوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے سینکڑوں بار سے زیادہ خواب میں سعادت حاصل فرماتے۔ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے شیخ اکثر و بیشتر اس مقام پر تشریف لے جاتے تھے۔ شیخ علی المتقی اس مقام کی زیارت ننگے پاؤں چل کر کرتے، روزہ رکھتے اور کثرت سے عمرہ ادا کرتے تھے۔

شیخ کی تالیفات

شیخ عبدالحق نے انکے مؤلفات کا ذکر نہیں کیا ہے۔ البتہ ان کا بیان ہے کہ شیخ ہمیشہ اپنے شیخ علی المتقی کی کتابوں کی تحقیق

میں مشغول رہتے ، اُن کی کتابوں کی تعداد سو سے کچھ اوپر ہے ، اور یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ شیخ کتابوں کی نقلیں تیار کر کے روزی کما رہے تھے ۔ نیز اپنے شیخ کے علاوہ دوسروں کی کتابیں بہت کم نقل کرتے ۔ شیخ ایسی نادر کتابوں کی تصحیح و نقل میں بھی مصروف رہتے تھے جو ان کے خیال میں طلبہ اور عوام کے لئے نہایت مفید و کارآمد ہوتیں (۱۸)۔

تعلیقات

- ۱۔ شیخ کی زندگی کے واقعات ان کے مرید و شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی مشہور تالیف اخبار الاخبار اور ذیل کے مراجع سے ماخوذ ہیں ، دیکھئے اخبار مطبوعہ ہاشمی پریس ، ۱۲۷۸ھ صفحات ۲۵۳ - ۲۶۳ - ہاشمی مجتہانی ، ۱۲۸۰ھ صفحات ۲۵۷ - ۲۶۷ - مجتہانی پریس ، ۱۳۳۲ھ ۲۶۹ - ۲۷۲ ، نیز حقائق الحنفیہ صفحات ۳۹۲ - ۳۹۳ - تاریخ برہان پور ، کوثر پریس ، ص ۱۵۵ - ۱۵۶ - خزینۃ الاصفیاء ، جلد اول صفحات ۱۳۸ - ۱۴۰ ، تذکرہ علماء ہند از رحمان علی ص ۱۳۹ - و شیخ عبدالحق محدث دہلوی از ڈاکٹر خلیق احمد نظامی ۔
- ۲۔ مالوہ کے مسلمان حکمرانوں کا پایۂ تخت منٹو تھا ۔ حسب بیان رحمان علی ، اب یہ مقام منٹو گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور ریاست دھر میں واقع ہے۔
- الابریسی کی کتاب ۵ ہند اور اس کے جوار کے مقامات ۵ مترجمہ سید مقبول احمد ، لیٹن ۱۹۶۰ء ص ۱۵۸ ، کے مطابق منٹو موجودہ مدھ پردیس کے مقام اجین یا مالوہ سے گویا نسبت رکھتا ہے۔
- ۳۔ اخبار الاخبار ص ۲۵۸ - ونزہ الخواطر از سید عبدالحی بن فخرالدین الحسنی ، الطبعة الاولى ، جلد ۵ ص ۲۶۷ ۔
- ۴۔ ایضاً
- ۵۔ ایضاً ہاشمی پریس ؛ شیخ می گفتند کہ یک بار و برادر در راہ خدا کہ یافتیم عبدالوہاب بود ، ص ۲۵۸ (ہاشمی و مجتہانی پریس ص ۲۷۰) (مجتہانی)
- ۶۔ ایضاً ، ص ۲۵۸ ، و ڈاکٹر خلیق احمد نظامی ؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۔
- ۷۔ ایضاً ص ۲۵۹
- ۸۔ ایضاً ۔
- ۹۔ ایضاً ۔

- ۱۰ - ایضاً ص ۲۶۰ ، ایضاً تاریخ برہانیور ص ۱۵۶ - نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۶۷ .
- ۱۱ - ایضاً ص ۲۶۱
- ۱۲ - یہ ایک خاص دعا ہے جو دعاء سیف اللہ کے نام سے معروف ہے ، اور جس کی خاص اجازت شیخ عبدالحق نے اپنے شیخ سے اعلیٰ سند کی بنا پر حاصل کی - اس کی اجازت انہوں نے دوسرے مشائخ سے بھی لی اور اس دعا کو وہ جمعہ کے دن پڑھا کرتے تھے - دیکھنے مخطوطہ کلکتہ ورق ۲۸۹ و : دعاء سیف اللہ یقرأ يوم الجمعة ، اجازۃ للکاتب من بعض الصالحین بطریقہ مکتوبہ فی آخرہ -
- ۱۳ - مرجع مذکور ص ۲۶۱ ، نیز مخطوطہ کلکتہ ورقہ ۲۸۹ -
- ۱۴ - مرجع مذکور ص ۲۶۳ ، ایضاً تاریخ برہانیور ص ۱۵۶
- ۱۵ - مرجع مذکور ص ۲۶۳ - ۲۶۵ ، نیز نزہۃ الخواطر ج ۵ ص ۲۶۷
- ۱۶ - مرجع مذکور ص ۲۶۶ - ایضاً نزہۃ الخواطر ، جلد ۵ ص ۲۶۶ - وتذکرۃ علماء ہند از رحمان علی ص ۱۳۹
- ۱۷ - مرجع مذکور ص ۲۶۷
- ۱۸ - ایضاً ۲۳۶ و ۲۵۸ - نیز دیکھنے خیر الدین الزرکلی : الاعلام جلد ۵ ص ۱۲۳ - ونواب صدیق حسن خان ، ابجد العلوم : ۸۹۵ -

